رحمۃ اللہ علیہ
انوار الصوفیہ رسالہ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام ۱۹۰۴ کو شروع کروایا تھا رسالہ انوار الصوفیہ کی ۴۲ جلدیں مہیا کرنے پر جناب محمد محمود صاحب کا مشکور ہو اور ان رسائل کا سکین کا تمام کام شیخ معزالدین فاؤنڈیشن کے بانی جناب پروفیسر محمد عاطف صاحب نے کروایا ہے،(بختیار حسین جماعتی) رسائل کی لسٹ درج ذیل ہے

پروفیسر محمد عاطف
خلیفہ مجاز شیخ معزالدین طالبی جماعتی

شیخ معزالدین فاؤنڈیشن لاہور

1 1950 February
2 1950 March
3 1959 May June
4 1959 Sept October
5 1961 March
6 1961 September
7 1961 October Nov
8 1962 April
9 1962 January
10 1962 November
11 1962 December
12 1963 March
13 1964 May JUne
14 1964 JUNE
15 1965 March
16 1966 September
17 1966 October
18 1966 November
19 1967 October
20 1968 October Nov
21 1971 Agust
22 1971 December 1972 Jan
23 1971 May
24 1971 July
25 1971 Semptember
26 1972 April
27 1973 January
28 1973 September
29 1973 October
30 1973 November
31 1974 February
32 1974 April
33 1974 May June
34 1974 July
35 1974 May June
36 1975 Agust
37 1975 July
38 1975 May
39 1975 September
40 1976 Nov Dec
41 1976 Sep Oct
42 1977 March April

بہ سرپرستی!
مولانا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم
بہ نظر عنایت
حضرت مولانا الحاج پیر سید محمد حسین شاہ صاحب علیہ الرحمۃ
بہ ظلِ عاطفت
حضرت مولانا الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب علی پوری

ماہنامہ
انوار الصوفیہ
قصور

جلد ۶ شمارہ ۱۱

بابت ماہ نومبر ۱۹۷۳ء

مطابق ماہ شوال ۱۳۹۳ھ

مدیر مسئول : غلام رسول گوہر
مدیر معاون : مولانا عبدالعزیز نقشبندی

بدل اشتراک

زر سالانہ	۶ روپے
معاونین سے	۱۰ روپے
سرپرست حضرات سے	۲۰ روپے

ترتیب

صفحہ

سرخ نشان ○

اس دائرے میں "سرخ نشان" اس بات کی علامت ہے کہ آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے لہذا آئندہ شمارہ بذریعہ وی پی ارسال ہوگا۔ امید ہے آپ حسب سابق سرپرستی فرمائیں گے

گوہر

انجم وزیرآبادی

نعت شریف

رحمت کا اُن کی مل گیا جب آسرا مجھے
لے آئی اُن کے در پہ ہی ان کی عطا مجھے

گنبد کو دیکھ کر مجھے ایسا مِلا سکوں
جیسے ملی ہو دردِ جگر کی دوا مجھے

دربار ہے یہ رحمتِ کونین کا جہاں
یکساں دکھائی دیتے ہیں شاہ و گدا مجھے

خلدِ بریں کی آرزو نہ حور کی طلب ! روضہ نبی کا پھر دکھا اے کبریا مجھے
معراجِ زندگی ہے یہ دیوانگی مری دیوانۂ نبی کا لقب ہو عطا مجھے

انجم زباں پہ حمد ہو نعتِ رسول کی
لینے کو آئے جس گھڑی میری قضا مجھے
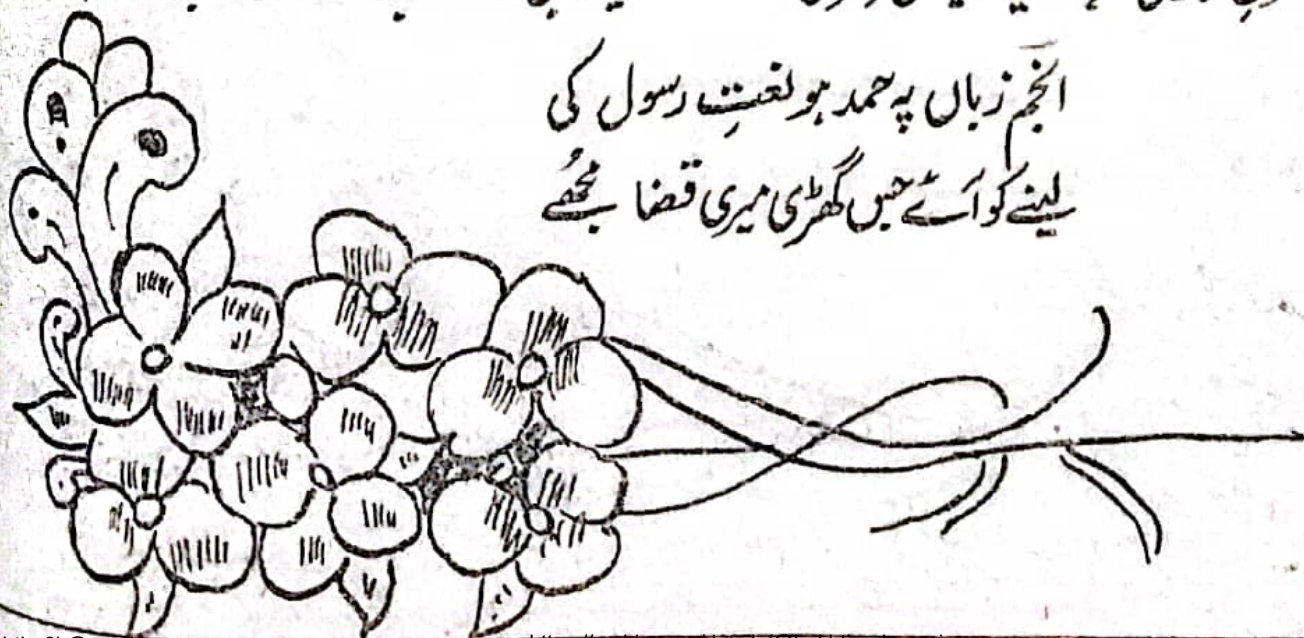
چوہدری حاجی عطا محمد صاحب لائل پور

اسلامی جمہوریہ پاکستان معہ سرکاری مذہب اسلام

عرصہ چھبیس سال سے یعنی پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے وقت سے، بلند بانگ نعرے "پاکستان پائندہ باد" "اسلام زندہ باد" وغیرہ زبانی زبانی سنتے ربع صدی گزر گئی ہے۔ مگر عمل کی صورت میں ایک قدم بھی اس سمت اٹھتا دکھائی نہیں دیا۔ حالانکہ ازروئے اسلام ہر مسلمان اور بالخصوص اسلامی حکومت کا یہ فرض اولین ہے کہ تبلیغ کا کام شد و مد سے عمل میں لایا جاوے اور احکام شرعی پر عوام سے عمل کرانے پر خاص توجہ دی جاوے۔

ربع صدی سے زائد گزر جانے کے بعد پاکستانیوں کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ ایسا آئین نصیب ہوا کہ ملک کو "اسلامی جمہوریہ" اور سرکاری مذہب "اسلام" کے کاغذی خطاب تو مل گئے۔

مگر "چودہ سو سالہ اسلام سے متعارف دنیا ورطۂ حیرت میں پڑی ہوئی ہے اور بارگاہ الٰہی سے التجا کر رہی ہے کہ اے خدا جو اسلام کا ہمیں عملاً مشاہدہ کرایا جا رہا ہے۔ یہ کہاں سے منگوایا گیا ہے ایسے دکھائی دیتا ہے جیسے یورپ سے ترقی یافتہ ہو کر درآمد ہوا ہے کیونکہ جو تہذیب، جو اخلاق، جو کردار ہمارے ہاں زیر عمل ہے وہ تو یورپ سے تعلق رکھتا ہے۔ حقیقی اسلام سے تو ان کا دور کا واسطہ بھی دکھائی نہیں دیتا۔

روزانہ کاروبار کی گہما گہمی میں نسوانیت کا دور دورہ ذہنی ارتقا اور تفریح کے لئے اخلاق سوز مراکز۔ صحافت ـــ ثقافت کے سلسلہ میں فحش ڈرامے اور افسانے ان کی تبلیغ کے لئے زرکثیر کے صرف سے ریڈیو پروگراموں کے جزو اعظم اور سینما اور فلمی صنعت کی حوصلہ افزائی پر عوام سے وصول کردہ زرکثیر اور دینی سراجوں اور چراغوں کے بجائے فلمی ستاروں کی ترقی و عروج پر تمام قلمی، تعلیمی، تقریری طاقتیں بے دریغ صرف کی جا رہی ہیں اور عوام کا دل بہلانے کے لئے بار بار یہ کہا جاتا ہے کہ ان اسباب کا اصل مقصد اہل پاکستان کے کردار۔ اخلاق۔ علم و فن کو ترقی دے کر صحیح معیار پر لانا ہے ؏

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا کار طفلاں تمام خواہد شد

عریانی اور فحاشی یورپ کے معیار سے بھی بڑھائی جارہی ہے اور اب بوس و کنار کے نظاروں کو بھی عملاً جائز قرار دینے کے بہانے تلاش کئے جارہے ہیں تاکہ ہماری فلمیں بیرونی (ترقی یافتہ) ممالک میں پذیرائی حاصل کرسکیں اور ملک کو زیادہ زرِ مبادلہ بھی وصول ہو سکے اور مقامی طور پر سیاحوں کے لئے کشش بھی پیدا ہو سکے مگر بقول ڈاکٹر اقبال مرحوم ؎

اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

کیا مندرجہ بالا وسائلِ رزق اور ترقی پرواز میں عروج پیدا کریں گے یا کوتاہی و ذلت ؟
پہلے پاکستان کو اسی حقیقت پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے اور زیادہ نہیں تو کم از کم پچانوے ہزار جنگی قیدیوں اور سقوطِ ڈھاکہ اور موجودہ سیلاب کی تباہ کاریوں سے تو درسِ عبرت حاصل کرنا چاہیئے۔
اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو نظامِ دنیا کے لئے ایک "انتظامیہ" بنا کر بھیجا ہے تاکہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیں اور برائی سے باز رکھیں اور یہاں یہ حقیقت واضح کی جارہی ہے کہ ع

آنکس کہ خود گم است کرا رہبری کند !

اگر واقعی ہمارا سرکاری مذہب اسلام ہے تو ہمیں اور ہماری حکومت کو اسلام کے قوانین کا احترام کرنا ضروری ہے اور اس کے عمل میں لیت و لعل کرنے سے گریز کرنا چاہیئے کیونکہ یہ خدائی ضابطۂ حیات ہے جس پر ہر زمانہ میں بلا ردّ و بدل اور بلا تعمل عمل کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ نیت نیک ہو اس پر پورا ایمان ہو۔
ورنہ خدا کا اٹل حکم بھی موجود ہے کہ جب کوئی قوم اپنا قانون ترک کردیتی ہے تو رب العزت اُسے برباد کرکے اور قوم کو اس کا وارث بنا دیتے ہیں۔ العیاذ باللہ !

وما علینا الا البلاغ - خدا حافظ

اطلاع

حضرت معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب و مولانا الحاج پیر سید نذر حسین شاہ صاحب مدینہ منورہ تشریف فرما ہیں ان سے مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کیجئے۔

ص ب ۹۲ مدینۃ المنورہ سعودی عرب

انوار سعادت فی الدارین

ناظرین و قارئین کی خدمت میں گزارش ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس کی توفیق سے تفسیر جلالین (جو عربی زبان میں ہے) کا ترجمہ شروع کیا ہے۔ اس کی پہلی قسط آپکے سامنے ہے۔ انشاء اللہ کوشش کروں گا کہ ہر ماہ اس کا کچھ حصہ شائع ہوتا رہے۔ آپ بھی میرے لئے دعا کریں کہ رب العالمین اس ناچیز عاجز بندے غلام رسول گوہر کو توفیق عطا فرمائے اور ترجمہ کیلئے جو کہ بہت دشوار کام ہے میرے ذہن میں جلا اور روشنی پیدا کرے۔ آمین یا رب العالمین! گوہر

سورۃ البقرۃ مدنیۃ مائتان وست او سبع وثمانون آیۃ

"سورہ بقرہ مدنی ہے (اسکی) دو سو چھیاسی یا ستاسی آیتیں ہیں"

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الٓمٓ ○

ان حرفوں کی مراد جو جدا جدا پڑھے گئے ہیں اللہ خوب جانتا ہے۔ ذٰلِكَ یعنے یہ الْكِتَابُ: وہ کتاب جس کو محمد صلے اللہ علیہ وسلم پڑھتے ہیں۔ لَا رَيْبَ: نہیں شک فِيْهِ: اس میں: بیشک وہ اللہ کے پاس سے ہے (جملہ نفی خبر ہے اور ذالک اس کا مبتدا ہے اور ذالک کیساتھ کتاب کو اشارہ کرنا اس کی تعظیم کے لئے ہے۔ هُدًى: یہ ذالک کی خبر ثانی ہے، ہدایت دینے والی ہے۔ لِلْمُتَّقِيْنَ: ان لوگوں کو جو اوامر کے امتثال اور نواہی کے اجتناب سے تقویٰ کی طرف پھرنے والے ہیں (ان کو متقین جس کے معنےٰ بچنے والے کے ہیں اس لئے کہا گیا ہے) کہ وہ اپنے آپ کو صفت تقویٰ سے موصوف ہوکر دوزخ کی آگ سے بچانے والے ہیں۔ اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ: وہ جو تصدیق کرتے ہیں۔ بِالْغَيْبِ: اس چیز کی جو ان سے بعث — جنت نار وغیرہ سے غیب ہے۔

وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ: اور ادا کرتے ہیں نماز اس کے حقوق کے ساتھ۔ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ:

اور جو ہم نے ان کو دیا اس سے يُنْفِقُوْنَ : وہ اللہ کی اطاعت میں خرچ کرتے ہیں - وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ اور وہ جو ایمان رکھتے ہیں اس چیز پر جو اتاری گئی تیری طرف کہ وہ قرآن ہے - وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ : اور اس چیز پر جو اتاری گئی تجھ سے پہلے کہ وہ تورات اور انجیل اور ان کے سوا دیگر سماوی کتب ہیں۔ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ : اور وہ جانتے ہیں آخرت کو ، اُولٰٓئِكَ : یہی وہ لوگ جو اوصاف مذکورہ سے موصوف ہیں۔
عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ - ہدایت پر اپنے رب کی طرف سے اور یہ ہیں وہ لوگ جو مراد کو پہنچنے والے ہیں جنت کو پاکر اور نار جہنم سے خلاص ہوکر۔
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا : بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا مثل ابی جہل اور ابی لہب وغیرہ کے۔
سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ - برابر ہے ان پر کہ تو ان کو ڈرسنائے - اس میں دونوں ہمزوں کا ثابت رکھنا - اور دوسرے کو الف سے بدلنا اور ہمزہ کی تسہیل کرکے ہمزہ مسہلہ اور غیر مسہلہ کے درمیان الف داخل کرنا جائز ہے - اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ یا نہ ڈرسنائے تو وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اس لئے کہ ان سے یہ بات اللہ تعالیٰ کے علم میں آچکی ہے پس اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان سے ایمان کی طمع نہ کریں۔
خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ - اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کردی ہے اور ہر چیز کے پہنچنے سے ان کو بند کر دیا ہے - پس نہیں داخل ہوتی ان میں کوئی نیکی - وَعَلٰى سَمْعِهِمْ اور ان کے کانوں پر ، پس وہ حق کو سن کر اس سے نفع نہیں پائیں گے۔ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ اور ان کی آنکھوں پر ڈھکنا ہے یعنی پردہ ہے پس وہ حق کو نہیں دیکھتے وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اور ان کے واسطے بڑا قوی اور دائمی عذاب ہے۔ ع

تفسیری فوائد

الٓمٓ یا اس قسم کے حروف کو جو سورتوں کے اول میں آئے ہیں اور جدا جدا پڑھے جاتے ہیں ـــــ ان کو حروف مقطعات کہتے ہیں۔ محقق مذہب یہی ہے کہ ان کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے مخصوص کیا ہے بعض نے کہا ان حروف میں اللہ کا وہ راز رکھا گیا ہے جو اللہ اور اس کے محبوب کے درمیان ہے بعض نے کہا اللہ نے ان حروف کا علم اپنے نبی کو عطا فرمایا مگر اس کے بیان کرنے کی اجازت نہیں دی۔

سورتیں دو طرح پر ہیں بعض مدنی اور بعض مکی مدنی وہ سورتیں ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہجرت کے بعد نازل ہوئیں عام اس سے کہ مدینہ میں نازل ہوئیں یا کہیں باہر۔ اسی طرح مکی سورتیں وہ ہیں جو آپ پر ہجرت سے قبل نازل ہوئیں عام اس سے کہ مکہ میں نازل ہوئیں یا مکہ سے باہر کسی مقام پر۔
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مدینہ شریف میں سب سے پہلے سورۃ بقرہ کا نزول ہوا۔ سوائے ایک آیت کہ وہ واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ ہے اس لئے کہ یہ آیت یوم نحر میں مکہ شریف میں نازل

ہوئی۔ حجۃ الوداع کے موقع پر۔ اس کی آیات ۲۸۶ ، ۸۷
ہیں اور ۶۱۲۱ کلمے ہیں۔ ۲۵۵۰۰ حرف ہیں۔

ذالک اسم اشارہ ہے جس سے جو چیز بعید ہو اس کو اشارہ کیا جاتا ہے اور قرآن شریف تو قاری کے بالکل قریب ہے۔ اس کی طرف ہذا سے اشارہ کرنا چاہیئے تھا جو قریب کے لئے ہے۔ اس کی ایک وجہ تو تفسیر میں آگئی کہ یہاں ذالک ہذا کے معنی میں ہے اور بعض دیگر شارحین ومفسرین نے کہا ہے کہ ایک بعد مکانی ہے اور ایک بعد رتبی۔ یہاں ذالک کے سامنے بعد رتبی کی طرف مجازاً اشارہ کیا گیا یعنے یہ بتانا مقصود ہے کہ قرآن جو اللہ کی کتاب ہے اس کا رتبہ بہت بعید ہے یعنے بہت بلند ہے۔ ایک قول یہ ہے جس کا انتساب خدا کی طرف کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ آپ پر بلند رتبہ کتاب نازل فرمائے گا جسکو نہ پانی محو کرے گا اور نہ بہت ہاتھوں میں آنے جانے سے وہ بوسیدہ ہوگی

پھر جب اللہ نے حسب وعدہ کتاب نازل فرمائی تو فرمایا ذالک الکتاب۔ اے محبوب یہ وہ کتاب ہے جس کا قبل ازیں تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ بعض مفسرین نے کہا کہ سورۃ بقرہ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر بہت سورتیں نازل فرمائی تھیں اور مشرکین مکہ نے ان کی تکذیب کی۔ پھر یہ سورۃ نازل فرما کر فرمایا وہ کتاب یعنی وہ سورتیں جن کی مشرکین مکہ نے تکذیب کی ہے۔ اللہ کی کتاب ہے۔ اس کے اللہ کی طرف سے ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

تقویٰ کا وہی معنی ہے جو مفسرین نے بیان کیا کہ اوامر کا امتثال اور نواہی سے اجتناب

لیکن یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن کے صرف متقین کے لئے ہادی ہونے کی کیا وجہ ہے اور متقین تو پہلے ہی سے ہدایت پر ہیں۔ ان کو ہدایت دینا تو تحصیل حاصل ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ قرآنی تعلیم پر عمل کرتے ہیں وہ متقی ہو جاتے ہیں جیسا کہ مفسر نے فرمایا یا متقین کی تخصیص کی یہ وجہ ہے کہ وہ قرآن سے نفع اٹھاتے ہیں۔ اور دوسرے جو اس پر نہ ایمان لاتے ہیں اور نہ اس کو پڑھتے ہیں اور نہ سنتے ہیں۔ وہ اس کے روحانی اور دینی نفع سے بے نصیب اور محروم رہتے ہیں۔ متقین کا خصوصیت سے ذکر فرما کر گویا اس بات کا اشارہ کیا کہ جو قرآن سے نفع پاتے ہیں وہی متقی ہیں۔

بعض نے تقویٰ کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔ ایک تقویٰ عوام کا وہ صرف ایمان لانا اور کفر و شرک کا ترک کرنا ہے اور ایک تقویٰ خواص کا جو اوامر کا امتثال اور نواہی سے اجتناب۔ تیسرا تقویٰ اخص الخواص کا ہے اور وہ ہر ماسوا اللہ کا ترک کرنا ہے۔ قرآن اپنی ہدایت سے تقویٰ کے مقام اول پر لاتا ہے اور پھر وہاں سے تقویٰ کے دوسرے مقام پر پہنچاتا ہے اور پھر تیسرے مقام پر

غیب کے معنی

غیب وہ چیز ہے جو حس و عقل سے کامل طور پر چھپی ہوئی ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں ایک وہ کہ اس کے لئے دلیل نہ ہو جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے وعندہ مفاتیح الغیب میں فرمایا۔ دوسری قسم وہ ہے جس کو جاننے کے لئے دلیل ہے مثل صانع اور اس کی صفات اور نبوات اور اس کے متعلقات اور بعث ونشر اور حساب وکتاب اور یوم آخرت

یومنون بالغیب سے یہی غیب مراد ہے یعنی مومن ان تمام چیزوں پر ایمان رکھتا ہے۔

ایمان کی تشریح

صاحب خازن نے لکھا ہے لغت میں ایمان کا معنی تصدیق ہے جیسا کہ رب تعالیٰ نے فرمایا

تو ہماری تصدیق کرنے والا نہیں۔ اگر ایمان کی تفسیر تصدیق کے ساتھ کریں تو ایمان کے متعلق کہا جائیگا نہ وہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا اس لئے کہ تصدیق میں کمی بیشی نہیں ہوتی کہ کبھی اس کا کمال اور کبھی اس کا نقصان تصور کیا جائے شریعت کی اصطلاح میں ایمان عبارت ہے دل کی تصدیق اور زبان کے اقرار اور جوارح یعنے اعضاء کے عمل سے یعنی ایمان ان تینوں کا مجموع و مرکب ہے۔ اس اعتبار سے یہ جائز ہے کہ وہ بڑھے یا گھٹے۔ اس لئے کہ انسان کے اعمال میں کمی بیشی آتی رہتی ہے جب اعمال میں زیادتی ہوئی تو ایمان زیادہ ہو گیا اور جب کمی ہوئی تو ایمان کم ہو گیا۔ اہل حدیث میں سے اہل سنت کا یہی مذہب ہے۔ اس خلاف کا فائدہ اس مسئلہ میں ظاہر ہوتا ہے کہ آدمی نے دل سے تصدیق کی مگر اس نے ایمان کے موجب اور تقاضا کے مطابق اعمال مثل نماز۔ روزہ، زکوٰۃ حج وغیرہ کے تصدیق کے ساتھ جمع نہیں کئے۔ کیا اس کو مومن کہا جائے گا۔ یا نہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہے۔ اقرار لسانی اور اعمال بدنی اس کی جزو نہیں ہیں۔ وہ اس کو مومن کہتے ہیں اور جنہوں نے ایمان کے لئے اقرار لسانی اور اعمال جوارح کو اس کا جزو قرار دیا ہے وہ اس کو مومن نہیں کہتے۔ جیسا کہ حضور نبی اکرمؐ نے فرمایا

جب زانی زنا کرتا ہے اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا۔ آپ نے اس سے ایمان کے اسم یا اس کے کمال کی نفی فرمائی اور اہل سنت میں سے محققین و متکلمین کا مذہب یہ ہے کہ تصدیق زیادتی اور نقصان کو قبول نہیں کرتی اور ایمان شرعی زیادتی اور نقصان کو قبول کرتا ہے یعنے اعمال کی زیادتی سے زیادہ اور کمی سے کم ہو جاتا ہے۔

صاحب مدارک نے لکھا ہے کہ ایمان کی صحیح تعریف یہ ہے کہ آدمی زبان سے اقرار کرے اور دل سے تصدیق کرے اور عمل ایمان کی تعریف اور اس کی حقیقت میں داخل نہیں ہے (ہم حنفیوں کا یہی مذہب ہے) یعنی ایمان کی اصلی حقیقت جو اقرار اور تصدیق کو شامل ہے نہ زیادہ ہوتی ہے نہ کم اعمال میں زیادتی اور کمی ہوتی رہتی ہے۔ اعمال کی کثرت اور زیادتی سے مومن کے مراتب بڑھتے ہیں یہاں تک کہ اولیاء و ابرار میں شمار ہونے لگتا ہے۔ اور اعمال کے عدم یا اس کے نقصان سے ایمان سے خارج نہیں ہوتا صرف وہ گنہگار ہوتا ہے قیامت کے دن اس کو عذاب ہوگا بعد ازاں دوزخ سے خلاص ہو کر جنت میں آئے گا۔ اور ہمیشہ جنت میں رہے گا۔

نماز کا قائم کرنا

نماز کے لئے شرائط و ارکان ہیں اور فرائض و واجبات اور مستحبات اور مکروہات ہیں نماز کا شرائط و ارکان اور اس کے فرائض و واجبات اور مستحبات کی رعایت سے ادا کرنا اور اس کو مکروہات سے محفوظ رکھنا نماز کا قائم کرنا ہے۔

سورۃ

قرآن کے اس حصہ کا نام ہے جو شروع ہونے والی اور ختم ہونے والی آیات کو شامل ہے اور اس کا کمتر درجہ تین آیات ہیں زیادہ کی حد نہیں یعنی کوئی سورت بھی تین آیتوں سے کم نہیں ہے۔

تاریخ کا ایک ورق

دوشیزۂ نیل

مصر کے بڑے گرجاگھر میں سینکڑوں عیسائی جمع ہیں۔ اس لئے کہ ان کا پادری اور وزیراعظم بالیس مسلمانوں کے خلاف جنگ کے سلسلے میں مشورہ کی غرض سے آیا ہوا ہے۔ بالیس بھڑک دار لباس زیب تن کئے ہوئے ایک پادری سے گفتگو میں مصروف ہے۔ اتنے میں تین آدمی دوڑتے ہوئے آئے اور آداب بجالانے کے بعد کہنے لگے۔

حضور! دریا میں اس سال طغیانی نہیں آئی

بالیس! شائد پاک دریا اپنی نذر مانگتا ہے

نیل کے خدمت گار! بیشک حضور! کئی سال سے دریا کو کچھ نہیں دیا گیا۔ اس لئے ....

بالیس:۔ تو پھر دیر کاہے کی ہے منتخب کر لو۔

تینوں آدمی کچھ دیر ادھر ادھر دیکھتے ہیں۔ پھر دفعتاً کہنے لگے۔

حضور! وہ دیکھیئے ادھر کس قدر خوبصورت لڑکی ہے اگر اجازت دیں تو پکڑ لائیں۔ یقین مانئے حضور پاک دریا خوش ہو جائے گا۔

بالیس کی اجازت پا کر تینوں اس لڑکی کی طرف روانہ ہوئے۔ جو انتہائی معصومیت کے ساتھ کھڑی تھی۔

اس کے باپ جانسن نے جو یہ دیکھا تو صوفیہ (لڑکی) کو لے کر بھاگ نکلنے کی کوشش کی مگر اس کو کامیابی نہ ہوئی چلتے وقت جانسن نے اپنی بیٹی کو حسرت سے دیکھا اور کہنے لگا۔ آہ میں دوسری لڑکیوں کے انتہائی بیا پر کہتا تھا کر رونے کی کیا بات ہے۔ فخر کرو ... آج ... آہ آج .... اور اتنا کہہ کر ... کے پاؤں لڑکھڑا گئے اور اسی جگہ بوڑھا کسان زمین پر گر پڑا۔

۲ - ایک اسلامی جاسوس (عمرو بن العاص سے) حضور معلوم ہوا ہے۔ کہ آج ایک عیسائی دوشیزہ کو غرق دریا کیا جا رہا ہے۔

عمرو بن العاص:۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا

جاسوس:۔ اس کے باپ سے یہ دیکھئے یہی اس کا باپ ہے "علم" انہیں یہاں لایا ہے

جانسن نے رو دھو کر اپنی مصیبت بھری داستان سنائی۔ عمرو بن عاص نے کہا تم اطمینان رکھو۔ خدا کی قسم اسلامی حکومت میں ہم ایسے ظلم کی اجازت نہیں دیں گے۔

۳ - دریائے نیل کی مغربی جانب سائی ہیل تک سائبانوں کا سلسلہ قائم ہے۔ جن میں سے ایک

سائبان نہایت عالیشان بنا ہوا ہے اور کناروں
پر ہزاروں مرد عورتیں اور بچے جمع ہیں۔
دیکھتے ہی دیکھتے عالیشان سائبان کے پردے
کھینچ لئے گئے اور ساتھ ہی مختلف قسم کے ساز
بجنے لگے۔ اور لڑکیوں نے گھومتے ہوئے آہستہ
آہستہ گانا شروع کیا۔ ایک چاندی کی پالکی آگے
بڑھی۔ جس کی چھت سونے کی بنی ہوئی تھی۔ سُریلی
آوازیں بڑھنے لگیں۔ پالکی کو دیکھتے ہی عیسائی مرد
اور عورتوں نے گلے پھاڑ پھاڑ کر چلانا شروع کیا۔

"دوشیزۂ نیل مرحبا"

دریائے نیل کی محبوبہ الوداع

اسی وقت پالکی کا پردہ ہٹا "صوفیہ" کے چہرے پر
آنسو نہایت تیزی سے بہہ رہے تھے وہ سوچ رہی تھی
کہ کاش وہ عربی (حضرت علم رضی اللہ عنہ) ہی آجائیں جو
میرے باپ کو مسلمانوں کے سردار سے ملانے لے گیا ہے
یا وہ مسلمان ہی آجائیں جن کے متعلق میں نے سُنا ہے
کہ وہ ناممکن سے ناممکن جگہوں پر بھی جا پہنچتے ہیں۔

پالکی دریا کے بالکل قریب پہنچ چکی تھی۔ چند
عیسائی دفعتاً خاموش ہو گئے اور ہوتے ہوتے تقریباً
سارا مجمع خاموش ہو گیا۔ جنوبی سمت بہت دور
ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے دھول کی چادر آسمان اور زمین
کے درمیان لگا دی۔ آوازیں اس قسم کا ثبوت دے
رہی تھیں کہ صد ہا گھوڑے دوڑتے آرہے ہیں۔

صوفیہ کا کملایا ہوا چہرہ یکدم کھل اٹھا چہرہ سے
خوشی کے آثار نمایاں ہونے لگے اس کا دل گواہی
دے رہا تھا کہ اب مصیبت ختم ہو جائے گی۔

دفعتاً اللہ اکبر کا نعرہ دھول کے بادلوں کے
پیچھے سے سنائی دیا۔ دیکھنے والوں نے محسوس کیا کہ زمین
اور پہاڑ اپنی جگہ سے ہل گئے ہیں۔ عیسائی خوفزدہ
ہوگئے اور ان کے ہوا میں دوڑنے والے گھوڑے
رک گئے۔

عمرو بن عاص۔ ٹھہرو یہ کیا کر رہے ہو۔

چند پادری۔ حضور دریا اپنی نذر مانگتا ہے۔ ہم دے
جا رہے ہیں۔

عمرو بن العاص۔ کیا واہیات گفتگو ہے۔ افسوس
تمہاری جہالت پر۔

پادری یہ گفتگو سن کر آگ بگولا ہو گئے۔ بڑی
دیر تک بحث کرنے کے باوجود یہ لوگ صوفیہ کو
آزاد کرنے پر راضی نہ ہوئے۔ ان کو جب یہ بتایا گیا
کہ تمہارا بادشاہ شکست کھا کر بھاگ چکا ہے تو
ان کے چہرے فق ہو گئے۔ مگر پھر بھی پادریوں نے
فوج کو غیرت دلائی۔ اتنے میں ایک شخص آگے بڑھا
جو گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر صرف ایک تہہ بند باندھے سوار
تھا۔ یہ ضرار تھے۔ اور ساتھ ہی خالد اور ملک اشتر بھی
تھے۔ جنگ کے شروع ہوتے ہی ضرار نے اس تیزی
سے اپنا گھوڑا دشمن کی فوج میں دوڑایا کہ بیسیوں عیسائی
ان کے گھوڑے اور نیزے کی مار سے ختم ہو گئے۔ عیسائی
پہلے ہی سے ان بہادروں کے نام اور کارنامے سن چکے
تھے اب جو دیکھا کہ موت قریب ہے تو ایسے بھاگے
کہ پیچھے پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔

چند روز بعد تمام مصر میں منادی کروا دی گئی کہ
فلاں روز دریائے نیل پر جمع ہو جائیں۔ عمر فاروق رض
کا وہ فرمان جو انہوں نے دریائے نیل کے نام لکھا
ہے دریائے نیل میں ڈالا جائے گا۔ عیسائی یہ سن کر

مایوس ہو گئے۔ انہیں یقین نہ تھا کہ دریا پر خط کا کچھ اثر ہو گا۔

مقررہ دن ہزاروں عیسائی مرد عورتیں بچے اور مسلمان میلوں تک نظر آتے تھے۔ اور مصر کے دور و دراز مقامات پر بھی لوگ جمع تھے کہ دیکھیں دریا کس طرح بہتا ہے۔

مسلمانوں کے ساتھ صوفیہ بھی تھی۔ وہ اس خیال سے خوف زدہ تھی کہ شاید مسلمان بھی اسے غرقِ دریا کریں گے۔ مگر علم نے اسے تسلی دی جس پر اس نے مسکراتی ہوئی نظروں سے ان کی طرف دیکھا۔ حضرت عمرو بن العاص نے وضو فرمایا۔ خط کی عبارت سنائی اور پھر خط کو دریا میں ڈال دیا۔

خط میں لکھا تھا

"یہ خط عبد اللہ امیر المومنین عمر بن خطاب کی طرف سے دریائے نیل کے نام!

حمد و صلوٰۃ کے بعد مسلمانوں کے خلیفہ عمر کی طرف سے دریائے نیل کو جو مصر کی سرزمین میں رواں ہے معلوم ہو کہ تو ایک مخلوق ہے جسے از خود نفع اور نقصان کا رسکنے اور بہنے کا بالکل اختیار نہیں۔ اگر تو حقیقت میں اپنی طاقت سے رواں ہے تو تیری مرضی ہو یا نہ ہو اگر تو رواں نہ ہو گا اور ملک میں خشک سالی آ جائے گی تو میں خدا سے دعا کروں گا کہ تجھے بالکل خشک کر دے اور آئندہ تیرا ایک قطرہ بھی مصر میں نہ بہے اور باران رحمت کر کے مصر کی مخلوق کو تیری ضرورت سے بے نیاز کر دے اور اگر تو خدا بزرگ و برتر کی قوت اور علم سے جاری ہوتا ہے تو جاری ہو جیسے جاری ہوا کرتا ہے۔ اور سلامتی ہو اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندوں پر۔"

آفتاب نہایت آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ پانی اب بھی بالکل خاموشی سے بہہ رہا تھا۔ اور اس کی روانی میں کوئی فرق نہ آیا۔ حتیٰ کہ ظہر کا وقت آ گیا مسلمانوں نے نماز شروع کر دی جس وقت انہوں نے دائیں جانب سلام پھیرا دفعتاً گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ دریا میں طغیانی آ گئی اور دوسری طرف سلام پھیرنے تک پانی کناروں سے بہت دور تک بہ نکلا۔ طوفانی آواز کے ساتھ پانی دم بدم بڑھتا ہی جاتا تھا۔ دریا میں جہاز شکن موجیں اٹھنے لگیں مصری حیران رہ گئے۔ ان پر اس قدر اثر ہوا کہ سینکڑوں عیسائی اسی وقت مسلمان ہو گئے۔ جالینس اور صوفیہ نے بھی کلمہ پڑھ لیا۔ اور مدینہ پہنچنے کے بعد صوفیہ کا نکاح حضرت علم سے کر دیا گیا۔

بقیہ مسلمان حکمران

پھر ابو عثمان مہدی پر متوجہ ہوئے اور اس سے کہا میرے بھائی کے بیٹے تیرے باپ نے قسم کھائی وہ توڑ سکتا ہے کیونکہ وہ تمہارے چچا کی نسبت زیادہ آسانی سے کفارہ ادا کر سکتا ہے۔ ابو جعفر منصور نے آخر میں ان سے پوچھا۔ کوئی حاجت ہو تو مجھ سے کہیئے ابو عثمان نے فرمایا صرف ایک حاجت ہے اور وہ یہ ہے کہ ہمیں آئندہ کبھی نہ بلوایئے ہمارا جب جی چاہے گا ہم خود چلے آئیں گے منصور نے انکے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ منصور نے ۹ دن کم ۲۲ سال حکومت کی ۔۔۔ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا اور ۶۵ برس کی عمر میں وفات پائی۔ بیئر میمون میں دفن ہوا۔

ابوجعفر منصور

مسلمان حکمران

ابوجعفر منصور کو عباسیوں میں وہی حیثیت حاصل ہے جو امیر معاویہ کو بنو امیہ میں نصیب تھی۔ وہ ایک بہت بڑا عالم، ایک بڑا مدبر اور ایک عظیم سیاستدان تھا۔ گو اس سے پہلے اس کے بڑے بھائی نے بیعت لی تھی لیکن درحقیقت ابوجعفر منصور ہی دولت عباسیہ کا بانی ہے۔

اس دور میں سیاست و حکومت کے سارے سلسلے ٹوٹ گئے تھے طوائف الملوکی سی پیدا ہو گئی تھی۔ لیکن اس بڑے سیاست دان نے یہ رخنہ پر کر دیا۔ ہر رکاوٹ دور کر دی۔ اور ایک منظم پرامن اور عوام کے لئے مفید حکومت تشکیل کر دی۔

گو ابوجعفر نے اپنے خاندان کی حکومت کی بنا رکھتے وقت بعض بڑی زیادتیاں کی تھیں۔ لیکن ایمان کی بات یہ ہے وہ عوام کا رکھوالا، ان کے خزانے کا محافظ اور بڑا عادل اور منصف حکمران تھا۔ وہ عموماً کہا کرتا جس حکومت کے ارکان دیانت دار اور عوام کے مخلص نہیں۔ وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔

اس کی ہمیشہ آرزو رہی۔ اس کے لیسے قاضی ہوں جو حق و انصاف میں کسی کی بات نہ سنیں۔ کسی جابر کے آگے نہ جھکیں۔ اس کے پاس ایسے کوتوال ہوں جو قوی کے مقابلہ میں ضعیف کا ساتھ دیں۔ اس کے پاس ایسے افسر مال ہوں جو مالگزاری جمع کرتے وقت رعایا پر سختی نہ کریں۔ جس کا دامن ظلم سے آلودہ نہ ہو۔ اس کے پاس ایسے مخبر ہوں جو اسے عمال حکومت کی ہر حرکت سے آگاہ رکھیں۔

وہ جب تک مسلمانوں کا حاکم رہا۔ اس نے اپنے گرد اسی قسم کے حکام جمع کئے وہ اپنے عمال کا بڑی سختی سے جائزہ لیتا۔ اگر اسے کسی عامل کی بددیانتی، ظلم و زیادتی کی اطلاع ملتی تو وہ اسے فوراً معزول کر دیتا۔ اور بڑے بھاری جرمانے عائد کرتا۔

ایک بار اسے خبر ملی کہ حضرموت کے ایک والی نے شکاری کتے اور باز پال رکھے ہیں۔ اس کا زیادہ وقت شکار میں کٹتا ہے۔

منصور نے اس والی کو برطرف کر دیا۔ اس نے جو فرمان لکھا اس کے الفاظ یہ تھے۔

اللہ تجھے ہلاک کرے۔ میں نے تمہیں مسلمانوں کے معاملات کی نگرانی سونپی تھی تمہیں وحشی جانوروں

کا منصرم نہ بنایا تھا۔ ہمارا کام اس شخص کے سپرد کر دو اور خود انتہائی ذلت کے ساتھ اپنے گھر کی راہ لو

ابو جعفر منصور محض اپنے عمال کی کارگذاری پر اکتفا نہ کرتا۔ وہ منصف اور اچھے عامل ہی مقرر نہ کرتا۔ وہ ہر روز رعایا کے معاش اور اس کے مختلف طبقات کی پیشہ ورانہ زندگی کا جائزہ بھی لیتا۔ اس کے کارندے بازاروں اور منڈیوں میں گھومتے دکانداروں کے لین دین کا اندازہ کرتے۔ اور وہ ابو جعفر منصور جو بڑا سخت گیر حاکم تھا۔ ان کی اصلاح کی تجاویز تیار کرتا۔ نرخ مقرر کرتا۔ اپنی طرف سے غریب صنعت کاروں کو مدد دیتا۔ اور انکو اوپر اٹھانے کا انتظام کرتا۔

وہ ملک سے افلاس دور کرنے اور رعایا کو خوشحال بنانے کے لئے نئے نئے طریقے ہر روز سوچا کرتا۔

وہ کبھی کبھی بادشاہ ہونے کے باوجود پیوند لگے ہوئے کپڑے خود بھی پہنتا۔ اور اپنے بچوں کو بھی پہننے کے لئے دیتا۔

وہ فضول خرچی کو جائز نہ سمجھتا اور اپنے ولیعہد کو جو بڑا فیاض تھا ہمیشہ فضول خرچی سے روکتا رہتا طبری کہتے ہیں ایک بار مہدی نے جو بالکل نوجوان تھا ایک شاعر کو محض ایک قصیدہ کے صلے میں بیس ہزار درہم بخشش دئے۔ ابو جعفر منصور کے نزدیک یہ رقم بہت زیادہ تھی۔ اس نے مہدی کو اس کے اسراف پر ڈانٹا اور حکم دیا اس شاعر کو پکڑ کر اس کے پاس لایا جائے۔ شاعر روپیہ لے کر چلتا بنا تھا۔ اس کی تلاش شروع ہوئی۔ آخر وہ پکڑا ہوا آیا۔ تو ابو جعفر نے اس سے کہا تم نے ایک نوجوان کو دھوکا دے کر اس سے زیادہ صلہ حاصل کیا ہے۔ پھر اشعار سننے کے بعد ابو جعفر نے اپنے حاجب کو حکم دیا۔ اس کے سامان کا جائزہ لو اور چار ہزار درہم دیکر باقی درہم سرکاری خزانہ میں داخل کر دو۔ مہدی نے خزانے کو غلط استعمال کیا ہے۔ ان اشعار کا صلہ چار ہزار درہم سے زائد نہ تھا

ابو جعفر سرکاری محاصل کے سلسلہ میں اپنے عمال کا جسطرح جائزہ لیتا اس کی ایک مثال اس وقت سامنے آئی جب اس کا باروسا کا والی اس کے پاس حساب فہمی کے لئے حاضر ہوا۔ اس کے بارے میں اسے خیال ہوا تھا کہ وہ شاید دیانتدار نہیں ہے۔ مگر ایسی کوئی رپورٹ نہ تھی۔ اسے ابو جعفر منصور نے خوب ڈانٹا۔ لیکن جب اس نے قسم کھائی میرے پاس ایک درہم سے زائد آپ کے مال میں سے کوئی اور رقم نہیں ہے۔ نہ میں نے کبھی خزانہ کی رقم اپنے پاس رکھی۔

ابو جعفر منصور نے ہاتھ بڑھا کر یہ درہم بھی اس سے لے لیا۔ اور اسے واپس بھیج دیا۔

ابو جعفر منصور جزرس ہونے کے باوجود ضرورت مندوں کی امداد کرتا۔ مگر بہت احتیاط سے کام لیتا۔ سرکاری خزانے پر بلا وجہ کبھی بوجھ نہ ڈالتا۔

جب وہ خلیفہ نہیں ہوا تھا۔ ایک عام آدمی تھا پریشانی کے عالم میں ایک شخص ازہر السمان کے ہاں کچھ دن رہا۔ اس نے اس کی خوب مہمان نوازی کی تھی۔ اس وقت اسے معلوم نہ تھا۔ یہ ابو جعفر جو اس کے ہاں بڑی غربت کے عالم میں پہنچا کبھی خلیفہ ہوگا۔ اور ایک عظیم الشان تخت پر بیٹھے گا۔

اسے ابو جعفر منصور کے تخت نشین ہونے کی خبر ملی تو وہ اس کے پاس مبارکباد کے لئے آیا۔

ابوجعفر نے اس سے اس کی حالت پوچھی۔ تو اُس نے اس سے اپنی مالی پریشانیاں بیان کیں۔

ابوجعفر نے اسے بارہ ہزار درہم دلوائے۔ وہ شخص خوش خوش رخصت ہوا۔ چونکہ اس نے ایک گھر دیکھ لیا تھا اس لئے ایک بار اور آن پہنچا۔ ابوجعفر نے اس سے پوچھا کیسے آنا ہوا؟ اس نے عرض کیا۔ سلام مقصود تھا ابوجعفر مسکرایا کہنے لگا۔ ہم جانتے ہیں تمہیں کون سی چیز یہاں لائی۔

اس بار بھی بارہ ہزار درہم دلوائے مگر روک دیا کہ آئندہ نہ سلام کے لئے آئے اور نہ کوئی شکایت لے کر۔ وہ پھر آیا ابوجعفر نے پوچھا۔ کیسے تکلیف فرمائی! ازہر نے جواب دیا میں نے سُنا ہے کہ آپ کے پاس کوئی ورد ہے جس کے پڑھنے سے ہر دعا قبول ہو جاتی ہے۔

ابوجعفر نے کہا لیکن وہ ورد تمہارے بارے میں میں نے پڑھا اس کا کچھ اثر نہیں ہوا۔ میں نے دعا کی تھی تم میرے پاس پھر نہ آؤ۔ وہ اسے چھبیس ہزار درہم دے چکا تھا اور سرکاری خزانے پر ایک شخص کا اس طرح بار نہ ڈال سکتا تھا اس لئے بغیر کچھ دیئے واپس کر دیا۔

یوں اس کی احسان شناسی کے کئی اور واقعات طبری نے لکھے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ ابوجعفر کا ایک خادم اصبغ تھا۔ جب اس کی مالی حالت خلافت سے پہلے اچھی نہ تھی تو یہ اصبغ اس کے لئے رسیاں بٹا کرتا۔ اور یوں ابوجعفر کا خرچ چلتا۔

ابوجعفر نے خلافت پائی تو اصبغ کو اس نے احسان شناسی کی خاطر ایک علاقہ کی حکومت سونپی۔ اصبغ نے گستاخی کی۔ حسابات میں گڑبڑ کی اور فسادیوں کی حوصلہ افزائی کی۔ ابوجعفر نے اسے تادیب کے لئے اپنے پاس بُلایا مگر جیسے ہی شکل دیکھی۔ اپنا ماضی یاد آگیا۔ پانچ سو درہموں کی تھیلی اس کی طرف بڑھائی اور کہا اپنے کام پر جا۔ اور آدمیت سے رہ

ابوجعفر کا خیال تھا وہ اس کے اس سلوک سے متاثر ہوگا اور خیانتوں کو ترک کر دے گا لیکن جب وہ اپنے علاقہ میں پہنچا تو اس نے امنِ عامہ میں خلل ڈالا اور لوگوں پر ظلم و زیادتی کی روش اختیار کرلی۔

ابوجعفر نے اسے پھر بلایا۔ اس بار اسے معافی نہیں دی۔ کیونکہ وہ ظالم تھا۔ ظالم کو معافی اس کے نزدیک جائز نہ تھی۔ اس نے اسے ظلم کی سزا میں قتل کروا دیا تاکہ ظالموں کو عبرت ہو۔

وہ اپنے ظالم عمّال کی سخت باز پرس کرتا۔ ظالموں کو نہ صرف سخت سزائیں دیتا۔ بڑے بڑے جرمانے بھی کرتا۔ یہ جرمانے وہ سرکاری خزانے میں داخل نہ کرتا۔ اس نے ان کے لئے ایک الگ خزانہ قائم کیا تھا۔ جس کا نام اس نے بیت المال المنظالم رکھا تھا

وہ خود بڑی سادہ زندگی گزارتا۔ معمولی لباس پہنتا معمولی کھاتا اور ایک معمولی سے حجرہ میں رہتا۔ جہاں ٹاٹ بچھا ہوتا۔ ٹاٹ کے اوپر وہ توشک بچھا لیتا اور اس پر سوتا۔ یوں اس کے کمرے کے باہر کے دروازوں پر گرمیوں میں خس کے پردے ڈال دیئے جاتے تھے۔

ابوجعفر منصور کی زندگی کی سب سے بڑی فیاضی صرف ایک ہے اس کے ایک بڑے عہدیدار عیسےٰ بن نہیک تھے۔ وہ بہت فیاض آدمی تھے۔ جب مرے تو ایک ہزار دینار کے سوا اُن کے گھر سے کچھ نہ نکلا۔ ابوجعفر منصور ماتم پرسی کے لئے ان کے

ہاں آیا۔ اُن کے خادم سے پوچھا مرحوم کیا چھوڑ گئے۔ خادم نے ایک ہزار دینار کا ذکر کیا اور کہا یہ دینار ان کی بیگم نے ان کے ماتم میں خرچ کر دیئے ہیں۔

ابو جعفر نے یہ بات سُنی تو تعجب ظاہر کیا مگر پوچھا عیسیٰ کی اولاد کتنی ہے؟ خادم نے عرض کیا چھ لڑکیاں ابو جعفر نے سر جھکا لیا۔ گھر لوٹ آئے اور ہر لڑکی کے لئے تیس ہزار دینار کی رقم مخصوص کر دی۔

یہ ابو جعفر منصور کی سب سے بڑی فیاضی تھی۔ جس سے اسراف کی بو بھی آتی ہے۔ ابو جعفر کے زمانے میں رعایا نے بڑا چین پایا۔ ہر جگہ امن وامان تھا۔ کہیں کسی شخص پر ظلم نہ ہوتا تھا اور نہ کوئی جابر کمزور کا مال لوٹ سکتا تھا۔

مورخ ابن جریر طبری فرماتے ہیں کئی بار ایسا ہوا کہ ابو جعفر کو لوگوں نے خطبہ کے دوران میں ٹوکا۔ اور بعض نے تو اسے برملا طعن بھی کئے۔ مگر اس نے یہ طعن برداشت کر لئے اور ٹوکنے والوں کو کوئی سزا نہ دی۔ ان میں سے ایک ٹوکنے والا تو قطعاً مخلص نہ تھا۔

طبری کہتے ہیں ابو جعفر بغداد کی جامع مسجد میں جمعہ کا خطبہ پڑھتے پڑھتے اس آیت پر پہنچا اللہ سے اس طرح ڈرو۔ جیسے ڈرنے کا حق ہے۔

یہ ٹوکنے والا اپنی جگہ سے اٹھا اور ابو جعفر سے مخاطب ہوا۔ تو بھی اللہ سے اسی طرح ڈر۔

ابو جعفر منصور نے خطبہ روک کر ٹوکنے والے سے کہا۔ یقیناً جس نے ہمیں اللہ سے ڈرایا ہم اس کی نصیحت خوشی سے سنیں گے۔ تو اے بندۂ خدا ہمیں بتاؤ ہم اللہ سے کس طرح ڈریں؟ مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے افعال واعمال پر تنقید سننا چاہتا تھا۔ مگر آدمی مخلص نہ تھا اسے خود معلوم نہ تھا اللہ سے ڈرنے کے کیا معنی ہیں۔ اور ابو جعفر میں کیا ایسے نقائص ہیں جن پر وہ تنقید کرے۔

ابو جعفر نے اس سے یہ بات پوچھی تو وہ کوئی جواب نہ دے سکا۔ ابو جعفر نے اپنے خادم ربیع سے کہا۔ اسے اپنی حراست میں لے لو اور خطبہ کے بعد پیش کرو۔ خطبہ کے بعد پیش ہوا تو ابو جعفر نے اس سے پوچھا۔ تو نے ہمیں خطبہ کے وقت ٹوکنے میں کیا چاہا تھا۔ اس شخص نے عرض کیا میں حاجت مند تھا۔ آپ تک رسائی کا اس سے بہتر مجھے کوئی اور ذریعہ معلوم نہ ہوا۔

ابو جعفر نے اسے نصیحت کی۔ جاؤ روزے رکھو نماز پابندی سے پڑھو۔ حج کرو اور نیک کام کیا کرو اس قسم کی حرکتیں سودمند نہیں ہیں۔ پھر اسے چار سو درہم دلوائے اور رخصت کر دیا۔ جیسا کہ پہلے ہم نے عرض کیا۔ ابو جعفر منصور بڑا سخت گیر حاکم تھا۔ اس نے اپنے مخالفین کے ساتھ خوب سختی کی لیکن عوام کی فلاح و بہبود سے وہ کبھی غافل نہیں رہا۔ گو وہ جابر بادشاہ تھا لیکن عوام کی خوشی کی اسے بڑی فکر تھی۔ ابو جعفر کی حکومت حجاز، یمن مصر، افریقہ، ایران، شام، افغانستان، سندھ مکران اور بلخ بخارا تک وسیع تھی۔ لیکن اس کے باوجود ساری سلطنت کے بازاروں میں بکنے والی ابتدائی ضروریات کے نرخ اسے معلوم رہتے۔ اس کی سلطنت کے ہر حصہ کے عامل اُسے اپنے ہاں کی

منڈیوں کے نرخ بھیجتے۔ اگر کبھی کوئی نرخ گر جاتا یا عوام کے استعمال کی کوئی چیز مہنگی ہو جاتی۔ وہ اس کے نرخ پھر متوازن کر دیتا۔ اور عوام کو کوئی شکایت نہ ہونے دیتا۔

علامہ سیوطی نے منصور کی انصاف پسندی اور اس کے دور کے قاضیوں کی غیر معمولی جرأت اور احساس فرض کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بعض شتر بانوں نے قاضی عمران کی عدالت میں دعویٰ کیا کہ منصور کے بعض عمال نے انھیں تکلیف دی ہے۔ یہ دعویٰ ریاست کے نظم و نسق سے تعلق رکھتا تھا۔ گویا ان لوگوں کو عمال سے نہیں منصور سے شکایت تھی۔ مدعا علیہ منصور تھا۔ قاضی صاحب نے منصور کو اپنی عدالت میں بنفس نفیس حاضری کا حکم دیا۔ کسی وکیل کو پیش کرنے کی اجازت نہ دی۔ ان کا اردلی سیدھا منصور کے ہاں پہنچا۔ جس وقت وہ منصور کے ہاں گیا۔ اس وقت دربار لگا تھا۔ منصور نے عدالت کا حکم نامہ پڑھتے ہی سواری منگوائی۔ اور عدالت کا رُخ کیا۔

عدالت میں قاضی صاحب نے اسے کوئی تعظیم نہ دی۔ نہ اس کے لئے اُٹھے نہ اسے سلام کیا۔ اس نے خود سلام کیا اور قاضی صاحب نے اُسے ملزموں کے کٹہرے میں کھڑا رکھا۔ دعویٰ پیش ہوا۔ گواہ گذرے قاضی صاحب نے منصور کے خلاف ڈگری دیدی۔ اور منصور کی شخصیت سے ذرا متاثر نہیں ہوئے۔

منصور نے ان کے حکم کی نہ صرف تعمیل کی بلکہ وہ ان کے طریق کار اور انصاف سے اس قدر خوش ہوا کہ انھیں دس ہزار دینار انعام میں دیئے۔

مورخ مسعودی نے ابوجعفر منصور کی سیرت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایکبار وقت کے بڑے زاہد ابوعثمان عمرو بن عبید، ابوجعفر منصور کے دروازے پر آئے۔ وہ خچر پر سوار تھے۔ خچر سے اترے اور مہمان خانہ میں تشریف فرما ہوئے۔ ان کی اطلاع اندر ہوئی تو وزیر حضوری ربیع نے حاضری دی اور انھیں ساتھ لے کر منصور کے پاس پہنچا۔ منصور نے ان کے لئے اپنے پہلو میں مسند بچھوائی۔ ان کو خوش آمدید کہا اور بڑے احترام سے اپنے پاس بٹھایا پھر درخواست کی کچھ نصیحتیں فرمائیے۔ ابو عثمان نے نصیحتیں کیں اور جانے لگے تو منصور نے حکم دیا۔ ان کی خدمت میں دس ہزار درہم نذر کئے جائیں۔ انہوں نے فرمایا لاحاجۃ لی فیھا ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ابوجعفر نے قسم کھائی۔ واللہ لتاخذن فیھا خدا کی قسم آپکو یہ ضرور لینے ہوں گے۔ ابوعثمان نے جواب میں قسم کھائی بخدا ہم کبھی نہیں لیں گے۔

مہدی ابوجعفر منصور کا بیٹا پاس کھڑا تھا۔ اس نے ابوعثمان سے کہا امیر المومنین نے بھی قسم کھائی اور آپ نے بھی۔ ابوعثمان مہدی پر متوجہ ہوئے۔ پوچھا یہ کون۔ ابوجعفر منصور نے جواب دیا یہ میرا بیٹا مہدی اور ولی عہد ہے۔ ابوعثمان نے ابوجعفر کو ڈانٹا بخدا تم نے اسے وہ لباس پہنایا ہے جو ابرار کا لباس نہیں ہے۔ اور تم نے اس کا وہ نام رکھا ہے جس کا وہ عمل کے ذریعہ استحقاق ثابت نہیں کر سکا۔

بقیہ صدا پر

خواجہ عزیز نظامی

منقبت

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

منفرد ہے دہر میں طرزِ رفیقانہ ترا
اللہ اللہ اے رفیقِ غار، یارانہ ترا

وہ پلائی تو نے مے عشقِ محمد کی، کہ بس
وجد میں ہے آج تک ہر ایک مستانہ ترا

تیری منزل عشق ہے اور تو سراپا عشق ہے
عشق کے صدقے میں ہے ہر ایک پروانہ ترا

اے رفیقِ خلوت و جلوت وہ عظمت ہے تری
ہو گیا ضرب المثل دنیا میں یارانہ ترا

ہر ورق اسلام کی تاریخ کا شاہد ہے آج
کس جگہ برسا نہیں، ابرِ کریمانہ ترا

میرے دل میں ہے تمنا اے رفیقِ بدر و قبر
موت سے پہلے میں دیکھوں روئے جانانہ ترا

تری ذاتِ پاک کو رکھتے ہیں ہم دل سے عزیز
قلبِ ہر مومن میں ہے صدیق! کاشانہ ترا

عقلِ ایمانی نے تیری حل کئے عقدے تمام
مانتا ہے کل جہاں طرزِ فقیہانہ ترا

آج امت کو تفقہ کے مسائل پیش ہیں
کاش ملت جان لے فکرِ حکیمانہ ترا

تیری محفل میں عزیزِ تشنہ لب موجود ہے
عاصی و خاطی کی جانب ایک پیمانہ ترا

لطائف شاعریہ

اہل اللہ کا توکل

جناب حضرت شیخ اکبر محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر شیخ ابو مدین نہایت قانع۔ صابر و شاکر اور رزق کے ظاہری اسباب کو ترک کئے ہوئے تھے۔ محض توکل پر گذر کرتے اور حرفہ و پیشہ اختیار نہ کرتے تھے۔ بلکہ لوگوں کو بھی اسی وضع پر رہنے کی تاکید فرماتے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ حضور کما کر کھانا تو نہایت ہی افضل ہے آپ نے فرمایا کہ کیا تم کو معلوم نہیں کہ مہمان کو مہمانی شرعاً تین روز تک واجب و لازم ہے۔ تم ہی بتلاؤ جب کسی کے ہاں کوئی مہمان آوے اور وہ مہمانی کے تین دن اپنے پاس سے کھانا کھاوے تو پھر کیا یہ بات میزبان کے لئے باعث ننگ و عار نہ ہوگی۔ یہ سن کر لوگوں نے عرض کیا کہ حضور نے بالکل درست اور بجا فرمایا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اہل اللہ خلق کو چھوڑ کر خداتعالیٰ کے مہمان بن چکے ہیں اور خداوندتعالیٰ کے نزدیک ایک دن ہزار ہزار برس کا ہے۔ جب ہماری مہمانی کے خدائی تین دن گذر جائیں گے تو پھر دیکھا جائے گا۔ یہ تمام مضامین قرآن وحدیث میں صریح طور پر بیان ہیں۔

قوت ایمانی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک صحابی غالباً عمرو بن عاص فاتح مصر کو فرمایا کہ تو مصر کا حاکم ہوگا۔ جب انہوں نے مصر کا محاصرہ کیا تو اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ مجھے منجنیق کے ذریعہ شہر کے اندر پھینک دو۔ میں شہر کے اندر جا کر اس قدر تیغ زنی کروں گا کہ غالب آکر شہر کا دروازہ کھول دوں گا۔ پھر تم فاتحانہ حیثیت سے فوراً شہر میں داخل ہو جانا۔ لشکر کے سپہ سالاروں نے عرض کیا کہ منجنیق کے ذریعہ پھینکنے سے آپ کس طرح زندہ رہ سکتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے بارے میں حاکم مصر ہونے کی پیشگوئی فرمائی ہے ابھی تک میں وہاں کا حاکم نہیں ہوا پس میں حاکم ہوئے بغیر کس طرح مر سکتا ہوں۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے اکابر دقسنن کے شاگرد جلیل ہیں۔ اور آپ کے شاگردوں میں امام اعظم ابوحنیفہ وامام مالک وسفیان بن عینیہ ویحییٰ بن سعید وابن جریج وغیرہ اکابر ائمۂ واساطین ملت ہیں۔

آپ کے زہد وتقویٰ شعاری۔ نیز ریاضت ومجاہدہ اور عبادت گذاری کے احوال بے شمار ہیں۔ امام مالک علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ میں ایک زمانہ تک آپ کی خدمت میں آتا جاتا رہا مگر میں نے ہمیشہ آپ کو تین عبادتوں میں سے ایک میں معروف پایا یا تو آپ نماز پڑھتے ہوئے ملتے یا تلاوت میں مشغول ہوتے یا روزہ دار ہوتے آپ بلا وضو کبھی حدیث کی روایت نہیں فرماتے تھے۔ آپ کی دعا بہت جلد مقبول ہوتی تھی، اور آپ اس درجہ مستجاب الدعوات وکثیر الکرامات تھے کہ جب آپ کو کسی چیز کی ضرورت محسوس ہوتی تو ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے کہ اے میرے رب مجھے فلاں چیز کی حاجت ہے دعا ختم ہونے سے پہلے ہی وہ چیز آپ کے پہلو میں موجود ہوتی۔

خلیفہ بغداد منصور عباسی آپ کا دشمن تھا، ایک دن اُس نے اپنے وزیر سے کہا کہ تم امام جعفر صادق کو دربار میں حاضر کرو، تاکہ میں انہیں قتل کرا دوں۔ وزیر نے امام محمد وح کو طلب کیا خلیفہ نے جلادوں کو حکم دے رکھا تھا کہ جونہی امام جعفر صادق دربار میں حاضر ہوں، اور میں اپنا تاج سر سے اتاروں فوراً تم لوگ امام کو قتل کر دینا۔ مگر ہوا یہ جب امام دربار میں تشریف لائے، تو ناگہاں منصور گھبرا کر کھڑا ہو گیا اور امام کو صدر مقام پر بٹھا کر خود آپ کے رُوبرو مؤدب ہو کر بیٹھ گیا۔ جلادوں کو سخت تعجب ہوا کہ پروگرام تو کچھ اور ہی تھا، آخر یہ کیا ہو رہا ہے؟ منصور نے امام سے عرض کیا کہ آپ کو کوئی حاجت ہو تو بیان فرمائیے؟ امام نے فرمایا کہ بس میری حاجت یہی ہے کہ آئندہ مجھے دربار شاہی میں نہ بلایا جائے تاکہ میں یکسوئی واطمینان قلب کے ساتھ خدا کی عبادت میں مشغول رہوں۔ منصور نے آپ کو رخصت کیا لوگوں نے اس حال کا سبب پوچھا تو منصور نے جواب دیا کہ جب امام دربار میں داخل ہوئے تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک اژدھا مونہہ پھیلائے ہوئے امام کے ساتھ ہے اور گویا وہ زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ اگر تو نے امام کو ستایا تو تجھے نگل جاؤں گا چنانچہ اس کے خوف سے میرے جسم کا رونگٹا رونگٹا اور بدن کا بال بال کانپنے لگا اور میں نے خوف وہراس کے عالم میں امام کیساتھ جو سلوک کیا، اُس کو تم لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا!

آپ کا ارشاد ہے کہ جس کے رزق میں تنگی ہو وہ بکثرت استغفار پڑھے تو اس کے رزق میں بہت جلد کشادگی وفراخی آجائے گی۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ اگر کوئی چیز دیکھنے میں اچھی لگے تو ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ پڑھے، تو وہ چیز نظر بد و ہلاکت سے محفوظ رہے گی۔

آپ کا یہ بھی قول ہے کہ علماء رسولوں کے امین ہیں، مگر شرط یہ ہے کہ یہ لوگ بادشاہوں کے دروازوں پر نہ جائیں۔

بقیہ صفحہ ۱۹ پر

مکتبہ انوار الصوفیہ قصور کی

مندرجہ ذیل کتابیں خریدیں اور پڑھیں۔

افضل الرسل مصنفہ اعلیٰ حضرت سراج الملت پیر سید محمد حسین شاہ صاحب رح قیمت صرف دو روپے

انوار مصطفےٰ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل اور آپ کی سیرت میں بڑی عمدہ کتاب ہے۔ جس کو حال ہی میں مولانا غلام رسول گوہر نے تصنیف کیا ہے۔ ٹائیٹل سہ رنگا خوبصورت و دیدہ زیب ہے۔ قیمت ۳/ روپے

آداب مرید پیر و مرید کے روحانی تعلقات اور آداب کو معلوم کرنے کے لئے یہ کتابچہ بہت مفید ہے۔ اس کو جناب مولانا محمد اویس خان صاحب (لیہ) نے تصنیف کیا ہے۔ قیمت ۵۰/ پیسے لفافہ میں ساٹھ پیسہ کا ڈاک ٹکٹ بھیجکر طلب کریں

فیض قصوری حضرت مولانا محمد حسین صاحب قصوری رح کی مکمل سوانح حیات ہے۔ قیمت ۳/ روپے

ملفوظات امیر ملت حضرت امیر ملت رضا کے اقوال و مواعظ کا مجموعہ۔ چند نسخے باقی ہیں۔ قیمت ۲/ روپے

تصویر یا تصور اس کتابچہ میں تصویر و تصور کے مابین فرق واضح کیا گیا ہے مصنفہ بخشی صاحب قیمت ۱/ روپیہ

قصیدہ

در منقبت مولانا الحاج پیر سید انور حسین شاہ صاحب علی پوری نور اللہ مرقدہٗ

(غلام رسول گوہر مدیر مسئول)

منبعِ کشف و کرامت سید انور حسین
اخترِ برجِ شرافت سید انور حسین

حافظِ قرآں تھا تو پارساؤں کا امام
چشمۂ رشد و ہدایت سید انور حسین

وقتِ آخر شہ جماعت نے تجھے یا سیدی
دے دیا شرفِ امامت سید انور حسین

رحمتِ حق رات دن نازل ہو تیری قبر پر
مثلِ بارش بے نہایت سید انور حسین

انکساری اور تواضع تیری سیرت کا نشان
ہے یہی سندِ ولایت سید انور حسین

تیرے در پہ جب بھی کوئی آ گیا سائل غریب
لے گیا وہ اپنی حاجت سید انور حسین

باپ دادا بھائی سے تھا قلب تیرا مستنیر
ہیں یہ تینوں نورِ ملت سید انور حسین

میری قسمت کا ستارا خواب میں جاگے اگر
دیکھ لوں میں تیری صورت سید انور حسین

بنتِ کبریٰ شمسِ ملت پاک بی بی صوفیا
سہہ رہی ہے دردِ فرقت سید انور حسین

بحرِ غم میں ڈوب کر وہ کہہ رہی ہیں ہر گھڑی
لٹ گئی ہے میری دولت سید انور حسین

ہے دعا دن رات میری بارگاہِ رب میں
ہو منور تیری تربت، سید انور حسین

گوہرِ ناشاد پر بھی اک نگاہِ لطف ہو!
پیش کرتا ہے یہ مدحت سید انور حسین

ملفوظات ـــــ شاہ غلام علی دہلوی

آپ کا خادم اور مرید بیان کرتا ہے کہ شعبان کا مہینہ تھا میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت اس حدیث کا مطلب بیان فرما رہے تھے کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ سلام کہنا۔ مریض کی عیادت، جنازہ کے ساتھ جانا۔ دعوت کا قبول کرنا۔ چھینک کا جواب دینا۔

آپ نے فرمایا اگر مریض قرابتداروں یا محلہ داروں سے ہے اور اس شخص کے سوا اس کا کوئی پوچھنے والا نہیں تو اس پر اس کی عیادت اور خبرگیری فرض ہے۔ ورنہ صوفیائے کرام کے نزدیک مریض کی عیادت کے لئے جانے میں چند شرائط ہیں۔ اور وہ یہ ہیں کہ مریض فاسق اور بدعتی نہ ہو۔ اس کے اہل مجلس طریقت کے خلاف نہ ہوں یا بازار میں نہ ہو تاکہ نگاہ چلنے میں پریشان نہ ہو۔ ایسے ہی دعوت کی اجابت (قبول کرنا) بھی واجب ہے جبکہ یقین ہو کہ کھانا شبہ والا نہیں ہے اور اس مجلس میں جہاں کھانا کھلایا جائے گا گانے بجانے کا اہتمام نہیں ہے اور وہ مجلس ہر قسم کی بیہودگی اور کھیل تماشہ سے پاک ہے اور دعوت پر بلانے والا فاسق و فاجر اور بدعتی اور ظالم اور شہیر نہ ہو۔ اگر ان باتوں میں سے کوئی بات وہاں ہو تو پھر اسکو قبول کرنا واجب نہیں بلکہ ممنوع ہے۔ (اس کے آگے کسی کتاب کی عربی عبارت بطور استشہاد اور دلیل کے درج ہے جس کا ترجمہ یہ ہے) وہ کھانا جو ریا اور شہرت کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ کھانے کے لئے نہ جائیں اور محیط میں ہے جب وہاں کھیل تماشہ ہو یا گانا بجانا ہو یا وہاں ایسے لوگ ہیں جو غیبت کرتے اور شراب پیتے ہیں تو دسترخوان پر بیٹھنا لائق نہیں۔ ایسا ہی مطالب المومنین میں لکھا ہے۔

اسی دن میں نے ایک عرضی میں اپنے احوال لکھ کر حضور کی خدمت میں پیش کئے آپ نے بعد از ملاحظہ چند سطور اپنے دست مبارک سے لکھ کر اس عرضی کو مزین فرما کر واپس کر دیا۔ جو آپ نے لکھا وہ یہ ہے کہ الحمد للہ جو احوال عرضی میں لکھے گئے ہیں خوب ہیں اور بھی کوشش کریں تاکہ تصفیۂ قلب اور تزکیۂ نفس کمال طور پر حاصل ہو۔ سیر قلبی میں فعلوں کی نسبت بندوں سے مسلوب اور حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتی ہے اور لطیفۂ نفس میں صفات کی نسبت حق تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے۔ ان ہر دو لطیفوں کا یہی کمال ہے اور دوسرے لطائف میں اسرار جدا جدا ظاہر ہوتے ہیں اگر یہ تمام اسرار ظاہر ہو جائیں تو بہتر ہے ورنہ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کریں کہ دل اور لطیفۂ نفس میں بغیر کسی خیال کی مزاحمت کے توجہ تام حاصل ہو۔

لطیفۂ نفس جو لفظ انا کا مشار الیہ ہے توجہ

کر دیگا۔ اللہ تعالے اس لطیفہ کی اور دیگر لطائف کی فنا عطا فرمائے گا۔ آپ نے فرمایا فنا اللہ تعالے کی عطا ہے ان تمام فناؤں کا ماحصل نیستی ہے۔ سالک کے باطن پر جب افعال و صفات حق تعالے کی طرف منسوب ہو کر ظاہر ہوتے ہیں تو وہ اپنے آپ عدم اور نیستی کو ملاحظہ کرتا ہے۔ انکسار اور شکست دزائی کی نعمت اس کو فوراً اسی وقت حاصل ہو جاتی ہے۔

(۲)

خادم بیان کرتا ہے کہ جمادی الاول کی پندرہ تاریخ اور اتوار کا دن تھا۔ میں آپ کی مجلس میں حاضر ہوا آپ آیت من یطع الرسول فقد اطاع اللہ کی تفسیر بیان فرما رہے تھے۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے جس نے رسول کی فرمانبرداری کی پس بیشک اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی۔ بعض اکابر نے جو توحید وجودی کے قائل ہیں۔ اس آیت سے اپنے قول (توحید وجودی) پر دلیل پکڑی ہے وہ حضور نبی اکرمؐ کی ذات کو عین ذات خداوند جانتے ہیں اور وحدت وجود کے قائل ہیں ہمارے نزدیک اس آیت کریمہ سے یہ مشرب وحدت وجودی کا ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ حضرت رسالت پناہی نے جو اوامر و نواہی بیان فرمائے ہیں وہ سب حق سبحانہ تعالی سے لائے ہیں پس اطاعت رسول عین اطاعت خدا ہے اور جو احکام آنحضرت صلے اللہ کے لئے نازل ہوئے وہ دو طرح کے ہیں۔ بعض وحی جلی کے ساتھ نازل ہوئے وہ آیات کلام اللہ ہیں اور بعض وحی خفی کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب پر نازل ہوئے اس کو حدیث قدسی کہتے ہیں۔ پس آنحضرت صلے اللہ وسلم کا ارشاد اللہ تعالے کا ارشاد ہے

آپ نے فرمایا نقل فرمایا کہ ایک دن حضرت سلطان ابو سعید ابوالخیر کی مجلس میں دو صلحائے شہر حاضر تھے اور ان میں ایک سید زادہ حضور نبی اکرمؐ کی آل سے بھی تشریف رکھتا تھا اسی اثنا میں باہر سے ایک مجذوب آیا آپ نے اس کو سید کے آگے بٹھایا۔ سید کو یہ بات بہت ناگوار گذری آپ نے سید زادہ کی طرف التفات کرتے ہوئے فرمایا کہ شاہ صاحب آپ کی تعظیم رسول کی جہت سے ہے اور اس مجذوب کی تعظیم خدا کی جہت سے ہے اس وجہ سے میں نے اس مجذوب کو آپ کے آگے بٹھایا پھر حضرت نے فرمایا کہ مجھ کو بھی یہ بات پسند نہیں آئی اس لئے کہ مجذوب نے جو کمال پیدا کیا تھا وہ سب حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا صدقہ تھا۔ اور آنحضرتؐ کے واسطے کے بغیر کسی کو بھی حق تعالے کی طرف جانے کا راہ نہیں ملتا ہے

محال است سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جز در پے مصطفیٰ

اسی مجلس میں آپ نے یہ فرمایا کہ ہمارے پیر مجدد الف ثانی نے فرمایا ہے کہ نماز پڑھتے وقت قیام کی حالت میں نظر سجدہ کی جگہ پر رکھنا سنت ہے اور یہ عمل کتنے تعینات سے جو سنت کے موافق نہ ہوں بہتر اور مفید تر ہے اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ طریقہ خواجگان کا ہر چند اتباع ہے لیکن شاہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی اشاعت نہیں فرمائی اور حضرت مجدد الف ثانیؒ نے نہ خود اس پر عمل فرمایا بلکہ ڈنکے کی چوٹ اس کو شائع و ذائع بھی فرمایا۔

غذائے روح

ایمان تازہ کرنے والی باتیں

ایک دن حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اپنی انگشتری دی اور فرمایا اس پر لا الٰہ الا اللہ کا نقش کروا لے حضرت ابوبکر صدیقؓ نقاش کے پاس گئے اور اس کو انگشتری دی اور فرمایا اس پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ نقش کر دے جب ابوبکر صدیقؓ نے یہ نقش کروا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی تو اس پر نقش تھا

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر صدیق

آپ نے فرمایا ابوبکر تو نے میرا اور اپنا نام کیوں نقش کروایا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی حضور مجھے یہ گوارا نہ ہوا کہ آپ کے اسم شریف کو اللہ کے اسم شریف سے جدا کر دوں۔ میں نے آپ کا نام لکھوا دیا۔ لیکن میں نے اپنا نام تو نہیں لکھوایا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی اے میرے محبوب جب صدیق کو یہ گوارا نہ ہوا کہ وہ آپ کے نام کو میرے نام سے جدا کرے تو ہم کو بھی گوارا نہ ہوا کہ اس کا نام آپ کے نام سے الگ کیا جائے اس کا نام ہم نے لکھا ہے۔

عبداللہ ابن مبارکؒ نے فرمایا جس سال میں مکہ مکرمہ حج کرنے کے لئے گیا اس سال میں نے حضور نبی اکرمؐ کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا جب تو بغداد میں جائے تو بہرام مجوسی کو میرا سلام کہنا اور اس کو خبر دینا کہ تیرا رب تجھ سے راضی ہے جب میں حج سے فارغ ہو کر بغداد آیا اور بہرام مجوسی کے پاس گیا تو میں نے کہا۔ کیا تو نے کوئی ایسا بھی کام کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب اور بہت پسندیدہ ہو۔ اس نے کہا میں نے اپنے بیٹے کا نکاح اپنی بیٹی سے کیا اور ولیمہ کیا میں نے کہا یہ حرام ہے۔ اس کے سوا کوئی اور کام بتا جو تو نے کیا ہو اس نے کہا اپنی ایک بیٹی سے میں نے اپنا نکاح کیا اور لوگوں کو ولیمہ کھلایا میں نے کہا یہ بھی حرام ہے کوئی اور بتا اس نے کہا ایک مسلمان عورت میرے گھر میں آئی اور اس نے میرے گھر کے چراغ سے اپنا چراغ جلایا اور چلی گئی جب وہ باہر کے دروازے کے قریب پہنچی تو میں نے پھونک مار کر اس کا چراغ بجھا دیا۔ وہ پھر آئی اور اس نے چراغ جلایا اور جب باہر کے دروازے کے پاس پہنچی تو میں نے اس کا چراغ بجھا دیا۔ اسی طرح اس نے تین بار چراغ جلایا اور میں نے تینوں بار اس کا چراغ بجھا دیا۔ چوتھی بار جب اس نے چراغ جلایا تو میں اس کے پیچھے گھر گیا کہ معلوم کروں کہ یہ عورت کوئی جاسوس تو نہیں ہے جب وہ اپنے گھر پہنچی تو اس کے بچوں نے جو چھوٹے چھوٹے تھے اور بھوک سے رو رہے تھے، اپنی ماں سے کھانا مانگا اس نے کہا میں بہرام مجوسی کے گھر

تمہارے لئے کھانا مانگنے کے لئے گئی تھی مگر حیرانستا کے باوجود بھی میں نے اس سے کھانا نہ مانگا اس لئے کہ مجھے اللہ تعالے سے شرم آئی کہ میں اس کے غیر سے کھانا مانگو۔ اس کے بعد میں اپنے گھر آیا اور ایک برتن میں کھانا رکھا اور خود اٹھا کر ان کے گھر لے گیا۔ اور ان بھوکے بچوں کو اور ان کی ماں کو پیٹ بھر کر کھلایا۔ میں نے کہا تمہیں بشارت اور خوشخبری ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تجھے سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ تجھ پر اللہ راضی ہے۔ اس کے بعد وہ مسلمان ہو گیا۔

● ایک مجوسی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمان خانہ میں آیا۔ آپ نے اس کے سامنے جب کھانا رکھا تو پوچھا کیا تمہیں اسلام میں رغبت ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ وہ چھوڑ کر چلا گیا۔ اللہ تعالے نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی کی۔

اے ابراہیم میں اس کو متواتر شب و روز چالیس سال سے رزق پہنچا رہا ہوں حالانکہ وہ کافر ہے۔ اور تو چاہتا ہے کہ اس کو ایک لقمہ اس شرط پر کھلائے کہ وہ مسلمان ہو جائے۔ اس عتاب کے بعد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اٹھے اور اس کو تلاش کرنے کے لئے نکل گئے۔ آخر اس کو پا لیا اور اس کو اپنے گھر لائے اور بڑی محبت و شفقت سے اس کو کھانا کھلایا مجوسی نے کہا ابراہیم پہلے تو نے مجھ کو نکال دیا تھا کہ میں مسلمان نہیں ہوں اور اب تو بڑی نرمی اور شفقت دکھا رہا ہے کیا وجہ ہے؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میرے رب نے فرمایا میں اس کو باوجودیکہ وہ کافر ہے چالیس سال سے رزق دے رہا ہوں اور تجھ

اس کو کفر سے دست بردار ہوئے بغیر ایک لقمہ کھلانا پسند نہیں آیا۔ جب اس نے یہ سنا تو رب تعالے کی مہربانی دیکھ کر وہ مسلمان ہو گیا۔

حدیث :- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب کسی کے گھر مہمان داخل ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ایک ہزار برکت اور ایک ہزار رحمت داخل ہوتی ہے۔ ادھر ہر لقمہ کے بدلے جو مہمان کھاتا ہے میزبان کے لئے ایک حج اور عمرہ کا ثواب ہے۔

شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ تعالے علیہ نے فرمایا مجھے مہمان سے زیادہ کوئی اچھا نہیں لگتا۔ اس لئے کہ وہ کھاتا اللہ کا رزق ہے اور ثواب مجھے ملتا ہے ایک حدیث میں آیا ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور گھر کی زکوٰۃ ضیافت ہے یعنی مہمان کو کھانا کھلانا۔

یحییٰ ابن ذکریا نے کہا کہ کسی نے شیطان سے سوال کیا کہ تیرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون ہے اور سب سے زیادہ منحوس یعنی برا آدمی کون ہے اس نے کہا سب سے محبوب میرے نزدیک وہ مسلمان ہے جو بخیل یعنی کنجوس ہو اور سب سے زیادہ برا وہ فاسق ہے جو سخی ہو۔ اس کے متعلق یہ فکر رہتا ہے کہ اللہ تعالے اس کی سخاوت کا صدقہ اس کے کل گناہ معاف کر دیگا اور وہ جنت میں چلا جائے گا۔

● جب اللہ تعالے نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا جس کے معنے سب کو چھوڑ کر اللہ کی طرف متوجہ ہونے والے کے ہیں۔ ملائکہ نے دربار خداوندی میں عرض کی اے ہمارے رب! اس کی بیوی ہے بچے ہیں وہ تیرا خلیل کس طرح ہو سکتا ہے رب تعالے نے فرمایا جبرئیل اس کے دل میں میرے

سوا کسی کی محبت نہیں ہے۔ تم جاؤ اور اس کا امتحان لو۔ جبرئیل اور میکائیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اس وقت آپ بکریاں چرا رہے تھے آپ کے پاس چار ہزار کتے تھے اور ہر کتے کے گلے میں سونے کا ایک طوق تھا۔ ان دونوں فرشتوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو حضرت ابراہیم نے فرمایا دنیا مردار ہے اور کتے اس کے طالب ہیں۔ پھر حضرت ابراہیم نے ان کو مہمان جان کر ان کے سامنے کھانا رکھا۔ فرشتوں نے کہا ہم مفت کھانا نہیں کھایا کرتے جو اس کی قیمت ہے وہ ہم سے لے لیں پھر ہم کھائیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اس کی قیمت اس کے اول میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا اور آخر میں الحمد للہ کہنا ہے۔ انہوں نے کہا تو اس لائق ہے کہ اللہ تعالےٰ تجھے خلیل پکڑے پھر انہوں نے بلند اور خوش آوازی کے ساتھ کہا

ابراہیم نے خوش ہو کر کہا ایک بار اور کہو انہوں نے کہا ہم مفت اور یونہی کوئی معاوضہ لئے بغیر نہیں کہتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ میں نے تمہیں تمام بکریاں جو میرے پاس ہیں دے دیں پھر انہوں نے پہلی بار سے بھی زیادہ اچھی آواز کے ساتھ وہ کلمات کہے پھر تقاضا کیا کہ وہ تیسری بار کہیں انہوں نے کہا ہم معاوضہ کے بغیر نہیں کہیں گے۔ ابراہیم نے اپنا گھر اور جو گھر میں مال ومتاع تھا وہ بھی اور اپنی اولاد بھی ان کو دے دی۔ پھر انہوں نے دوسری بار سے بھی زیادہ اچھی آواز میں

میں وہ کلمے کہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے خوش ہو کر ان کو چوتھی بار کہنے کی فرمائش کی انہوں نے پھر وہی بات کہی جو پہلے تین بار کہی تھی حضرت ابراہیم ؑ نے فرمایا اس وقت میرے پاس سوائے میری اپنی جان کے کچھ نہیں اگر تم چوتھی بار کہو گے تو میں اپنی جان تمہارے حوالے کر دوں گا اور تمہارا غلام ہو کر ان بکریوں کو چرایا کروں گا۔ انہوں نے کہا اللہ تجھے تیرے مال میں اور تیری اولاد میں اور تیرے گھر بار میں برکت دے ہمیں اس مال کی جو تو نے ہمیں بخشا ہے کوئی حاجت نہیں ہم فرشتے ہیں یہ میکائیل ہیں اور میں جبرائیل ہوں۔ ہم تو صرف تیرا امتحان لینے کے لئے کرتے تھے

سالانہ عرس شریف

۳ راکتوبر ۵ رمضان المبارک بروز بدھ مدرسہ جماعتیہ حیات القرآن میں بانی مدرسہ الحاج الحافظ قاری پیر سید انور حسین قدس سرہٗ کا پہلا سالانہ عرس پاک منایا گیا جس میں سینکڑوں عقیدت مندوں اور علماء کرام نے شرکت کی۔ صبح قرآن خوانی اور نعت خوانی ہوئی بعد از ظہر مولانا الٰہی بخش و مولانا محمد بخش مسلم بی۔ اے نے پیر صاحب کی خدمت میں نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

تیسری نشست بعد از نماز عصر ختم نقشبندیہ پڑھا گیا۔ اس کے بعد لنگر تقسیم کیا گیا صدارت جناب حاجی ابراہیم صاحب جماعتی فیروز پوری نے کی۔

اخبار ـــــ آستانہ عالیہ علی پور شریف

اعلیٰ حضرت شمس الملت مولانا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم علی پور سیداں میں آستانہ عالیہ میں بخیر و عافیت و صحت تام تشریف فرما ہیں۔ نماز تراویح مسجد نور میں ادا فرماتے اور قرآن پاک سنتے رہے مسجد نور میں حسب سابق عالی جناب مولانا الحاج پیر سید افضل حسین شاہ صاحب نے قرآن شریف سنایا اور رمضان کی ستائیسویں شب بروز بدھ مطابق ۲۴ر اکتوبر کو ختم کیا۔ اس شب کو مسجد میں بہت رونق تھی۔ وعظ اور نعت خوانی بھی ہوئی۔

عالی جناب مولانا الحاج جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ و عالی جناب مولانا الحاج پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب و عالی جناب (پیر سید نذر حسین شاہ صاحب) و دیگر جملہ حضرات علی پور شریف ہیں۔ عالی جناب مولانا الحاج امین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہم العالی رمضان سے قبل مدینہ شریف تشریف لے گئے تھے بفضل ایزد تعالیٰ ۷ شوال المکرم سے چند ایام قبل مراجعت فرمائے علی پور شریف ہوں گے اور حضرت مولانا الحاج پیر سید انور حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے سالانہ عرس شریف میں جو ۷ر شوال المکرم مطابق ۳ر نومبر بروز ہفتہ علی پور شریف ہو رہا ہے، شمولیت فرمائیں گے۔

۴ر شوال المکرم کو عالی جناب جوہر الملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب حضرت مولانا محمد حسینؒ کے سالانہ عرس پر قصور دروازہ پٹھاں والا حافظ نور احمد صاحب کے مکان پر تشریف لائے۔

ارتحال :- یہ خبر بڑے افسوس سے درج کی جاتی ہے کہ صوفی محمد حسن پٹواری جو ہمارے پیر بھائی تھے اور لاہور ساندہ خورد میں رہائش پذیر تھے۔ آستانہ عالیہ اور پیر خانہ سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ ہر سال عرس شریف پر اور اس سے آگے پیچھے بھی علی پور شریف آیا کرتے تھے۔ ماہ ستمبر میں بقضائے الٰہی فوت ہو گئے ہیں۔ ادارہ دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین۔

ماہ اگست میں میری خوش دامن مسمات چراغ بی بی فوت ہو گئیں۔ ان پر تقریباً دو سال قبل فالج گرا تھا جس سے ان کا دایاں ہاتھ اور پاؤں بیکار ہو گیا۔ پھر کچھ عرصہ بیمار رہ کر بقضائے الٰہی فوت ہو گئیں۔ ٹوکیمنی کورٹ لکھپت میں ان کا بیٹا ملازم ہے اور وہیں کوارٹروں میں رہتا ہے وہیں ان کا جہلم ہوا جملہ رشتہ داروں

نے شرکت کی اور ختم شریف پڑھ کر ایصال ثواب کیا گیا۔ جملہ قارئین ہر دو مرحوموں کے لئے مغفرت کی دعا کریں اللہ ان کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین

دعائے صحت جناب حکیم عبدالعزیز صاحب نزد سنہری مسجد سیالکوٹ جو رشتہ میں میرے بچوں کے خالو لگتے ہیں ایک دو ماہ سے بیمار ہیں۔ قارئین کرام سے استدعا ہے کہ خاص وقت میں ان کی صحت کے لئے خلوص قلب سے دعا کریں۔

دعائے فتح وظفر ہم خلوص قلب سے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ کا صدقہ آپ کی امت کو کفار پر غالب کرے۔ اے ہمارے اللہ ہمارے مسلمان بھائی اہل مصر اور اہل شام کو جہاد میں جو انہوں نے تیرا نام لے کر تیرے اوپر توکل کر کے شروع کیا ہے فتح وظفر اور بہت بڑی کامیابی عطا کر۔ اے اللہ تو نے جس طرح مقام بدر وحنین میں مسلمانوں کی مدد فرمائی اور ان کو کافروں پر غالب کیا اسی طرح اب بھی ہمارے بھائیوں کو جو مصروف پیکار ہیں کامیاب فرما۔ اے اللہ اگرچہ ہم میں بڑی لغزشیں اور کوتاہیاں ہیں لیکن پھر بھی ہم تیرے بندے اور تیرے محبوب کے غلام اور امتی ہیں۔ ہم پر رحم فرما۔ میدان کارزار میں ہماری دستگیری فرما۔ آمین یارب العالمین!

اطلاع عام

ہر خاص وعام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ مسمی عبدالمجید عرف مستان شاہ ولد حافظ غلام احمد قوم شیخ ساکن ملتان قبل ازیں یہ شخص ہمارا مرید تھا۔ چونکہ اس شخص نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا اس لئے ہم نے آج اس کا نام زمرہ مریدوں سے خارج کر دیا ہے۔ لہذا اب کوئی شخص اس کے ہاتھ پر بیعت نہ کرے یعنی مرید نہ ہو۔ چونکہ مذکورہ بالا شخص ہمارا خلیفہ مجاز نہیں اور ہمارے ساتھ اس شخص کا کوئی تعلق نہیں۔

المشتہر

پیر نیاز احمد گیلانی آستانہ پیر خانہ
کوٹ اعظم خاں قصور

زبدۃ العارفین حضرت پیر سید انور حسین شاہ صاحب

کا

سالانہ عرس شریف

علی پور سیداں شریف میں مورخہ ۳ نومبر، شوال المکرم کو زیر صدارت حضرت مولانا الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب جناب الحاج پیر سید انور حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سالانہ اور پہلا عرس شریف ہوا۔

پہلا اجلاس :

تلاوت قرآن پاک قاری حافظ محمد دوست صاحب مدرس مدرسہ نقشبندیہ نے کی :

حضرت مولانا الحاج حافظ عبدالحمید خاں فاضل علی پور ظفروال اور مولانا محمد صدیق احمد صاحب کمروڑ پکا - پروفیسر منشاد علی صاحب نائب سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ - مولوی غلام حسین صاحب اور جناب مولانا محمد عالم صاحب فاضل علی پور شریف نے وعظ فرمایا - اور حضرت پیر سید انور حسین شاہ صاحب کی سوانح حیات پر روشنی ڈالی۔

مندرجہ ذیل حضرات نے نعتیں اور قصائد پڑھ کر سنائے تھے :

بابو حاجی غلام محی الدین صاحب لاہوری - الحاج حکیم مبارک احمد صاحب لاہوری - قاری عبدالحمید صاحب موذن مسجد نور علی پور شریف جناب صابر صاحب قصوری انہوں نے حضرت مولانا الحاج غلام رسول گوہر کا لکھا ہوا قصیدہ بڑی خوش الحانی سے پڑھا سامعین نہایت محظوظ ہوئے اور بہت داد دی - جناب منور حسین شاہ صاحب ڈھرلے والے۔

دوسرا اجلاس :

جو تین بجے بعد دوپہر منعقد ہوا - اس میں ان حضرات نے حصہ لیا۔

جناب حافظ قاری غلام محمد صاحب قادری مدرسہ حیات القرآن نے تلاوت کی - حافظ خواجدین صاحب مہتمم مدرسہ حیات القرآن نے وعظ کیا - ان کے بعد جناب مولوی محمد رمضان خالد نقشبندی نے وعظ کیا اور جناب افتخار احمد صاحب نے اپنی پارٹی کے ساتھ مل کر نعت پڑھی - ان کے بعد قاری غلام محمد نے اور پھر حاجی محمد دین صاحب قصوری اور حافظ محمد یاسین قصوری نے قصیدہ پڑھا۔

عرس شریف کی تیسری نشست بعد نماز عشاء شروع ہوئی جس میں سب سے پہلے حضرت حافظ قاری دوست محمد مدرس مدرسہ نقشبندیہ جماعتیہ دربار عالیہ علی پور شریف نے تلاوت کلام پاک فرمائی - پھر سٹیج سیکرٹری جناب

مولوی محمد رمضان خالد نقشبندی جماعتی نے حضرت پیر سید انور حسین شاہ صاحب کا قصیدہ پڑھا - خطیب اعظم ڈسکہ مولانا محمد شریف صاحب نے حضرت پیر صاحب موصوف کی سیرت پاک پر روشنی ڈالی۔ ان کے بعد مولوی اللہ دتا صاحب قصوری نے حضرت پیر سید انور حسین کا قصیدہ پڑھا -

بعد ازاں حضرت مولانا بشیر احمد صاحب خطیب مسجد مدینہ ساہی وال نے تقریر فرمائی - پھر جناب حضرت امین الملت الحاج الحافظ پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی نے سب سے پہلے تلاوت کلام پاک فرمائی پھر بیان فرمایا۔ جس میں آیت اَلَآ اِنَّ اَولِیَاءَ اللّٰہِ لَاخَوفٌ عَلَیہِم وَلَاھُم یَحزَنُون پڑھی اور اولیاء اللہ کے فضائل میں حضرت پیر سید انور حسین شاہ صاحب کے حالات بیان فرمائے -

بعد ازیں صوفی محمد اسمٰعیل صاحب زنگپور قصور والوں نے حضرت پیر صاحب موصوف کا قصیدہ پڑھا پھر جناب فخر الملت الحاج الحافظ پیر سید افضل حسین شاہ صاحب نے اپنے بیان سے مستفیض فرمایا۔ پھر جناب کلیم صاحب نے قصیدہ پڑھا۔ اس کے بعد حضرت استاذ العلماء شیخ الحدیث مولانا حافظ قاری غلام رسول صاحب صدر مدرس مدرسہ نقشبندیہ جماعتیہ علی پور شریف نے اپنے وعظ سے مستفیض فرمایا - پھر علامہ قربان علی صاحب نے قصیدہ پڑھا - جسے بہت پسند کیا گیا - بعد ازاں جناب چوہدری محمد اسماعیل صاحب قصوری نے اپنا لکھا ہوا قصیدہ پیش کیا جس سے لوگ بہت محظوظ ہوئے - جناب محمد حسین گلفروش نے بھی ایک پنجابی قصیدہ پیش کیا -

پھر جناب زینت القراء قاری غلام رسول صاحب نے تلاوت قرآن فرمائی اور ایک نعت شریف سنائی جس سے حاضرین مسرور و محظوظ ہوئے - اس کے بعد فخر الملت منظور نظر شاہ جماعت حضرت صاحبزادہ الحاج الحافظ پیر سید افضل حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی نے بیان فرمایا - انہوں نے آیت قل ان صلاتی ونسکی الخ پڑھ کر اس کا ترجمہ اور تشریح کر کے حضرت پیر سید انور حسین شاہ صاحب کی سیرت بیان فرمائی اور فرمایا کہ قبلہ پیر صاحب کو بیماری کے عالم میں بھی خدا یاد رہا۔ اور آخری دم تک اللہ کے رسول کی سنت کو قائم رکھا -

بعد ازاں حضرت معین الملت مدظلہ العالی نے حضرت پیر صاحب کی سیرت بیان فرمائی جس پر حاضرین نہایت محظوظ ہوئے پھر سلام پڑھا گیا۔ سلام کے بعد آپ نے تمام مسلمانوں کے لئے اور خصوصی طور پر حضور قبلہ عالم رضی اللہ عنہ کے خاندان کیلئے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اس چمن کو تا قیامت سلامت رکھے - آمین ثم آمین - آپ کی دعا پر ہی عرس کا اختتام ہوا۔

اس نورانی اجلاس میں علاوہ کھانے اور پارچات اور میوہ جات کے ۷۶ بار قرآن پاک ختم کرنے کا ثواب اور کئی مختلف پاروں - سورتوں اور ذکر اذکار مثلاً سوا لاکھ بار سورۃ یٰسین ایک لاکھ بار کلمہ شریف - ایک ہزار درود شریف ـــــ اور ۵۰۰ بار نفل شریف کا ثواب پہنچایا گیا۔

(لاہور آرٹ پریس لاہور)